گذارہ کرلیں گے - ہمارے دل میں خیال آیا - کہ معلوم نہیں - مرزا صاحب نے کیوں روٹی بند کر دی - بزرگوں کے کام پر اعتراض نہیں ہو سکتا - فقط -

پھر الہام ہوا - انی انا الرحمن لا یخاف لدی المرسلون قل الله ثم ذرهم فی خوضهم یلعبون -

ترجمہ - تحقیق میں رحمان خدا ہوں - مرسل میرے پاس نہیں ڈرا کرتے -

کہ یہ خدا کے کام ہیں - پھر ان کو چھوڑ دے جن کاموں میں لگے ہوئے ہیں - ان میں لہو لعب کریں -

مندرجہ بالا رویاد کے متعلق فرمایا کہ یہ ایک پُر معنی خواب ہے - اور مولوی عبد الکریم صاحب کے متعلق معلوم ہوتی ہے - روٹی مدار حیات ہے کیونکہ خوراک کے ساتھ زندگی کا بقا ہے - روٹی کا بند ہونا - اس دنیا سے فوت ہو جانا ہوتا ہے - سو بنظر اسباب ظاہری یہ سخت بیماری ایک موت کا پیغام ہے - لیکن روٹی پھر لگ گئی ہے - کیونکہ منظور محمد نے رحمت اللہ کو رکھ لیا ہے - رحمت اللہ سے مراد خدا کی رحمت ہے - اور منظور محمد سے مراد وہ امر ہے جو محمد کو منظور ہے - وحی الٰہی نے یہ نام محمد بھی رکھا ہے - پس اس سے مراد مولوی صاحب کی صحت اور لمبی عمر ہے جس کے واسطے ہم دعائیں کرتے ہیں - تجارت سے مراد دعا کرنا - خدا پر ایمان رکھنا اس پر بھروسہ کرنا اور اعمال صالحہ کا بجا لانا ہے - جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے یا ایها الذین امنوا هل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم - تؤمنون بالله ورسوله وتجاهدون فی سبیل الله باموالکم وانفسکم - اے مومنو میں تمہیں ایک تجارت کی خبر دیتا ہوں - جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے اور وہ یہ ہے - کہ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ - اور اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں کوشش کرو - غرض معمولی زندگی جو بغیر کسی عوض کے تھی - وہ تو بند ہو چکی ہے لیکن اب تجارتی زندگی باقی ہے یعنی وہ زندگی جو دعاؤں کا نتیجہ ہے - اسی نے رحمت اللہ کو جاتے جاتے روک لیا ہے -

---

ڈائری میں سے چند باتیں

(رقم زدہ مفتی محمد صادق صاحب)

مولوی عبد الکریم صاحب

۱۶ - ستمبر ۱۹۰۵ء - شیخ نور احمد صاحب جالندھر سے اور منشی نبی بخش صاحب کوٹھہ سے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے - شیخ نور احمد صاحب نے اپنا ایک خواب عرض کیا - کہ میں نے دیکھا - کہ مولوی عبد الکریم صاحب مسجد میں کھڑے ہیں اور وعظ کرتے ہیں - اور یہ آیت پڑھتے ہیں -

اولئك علی هدی من ربهم واولئك هم المفلحون

فرمایا - اس سے بظاہر مولوی صاحب کی صحت کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے - واللہ اعلم -

فرمایا یہ مرض مہلک ہے - اور آثار مرض بھی خطرناک ہیں - لیکن دعا بہت کی گئی ہے - سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے - جب وہ چاہتا ہے ایک تنکے سے شفا ہو جاتی ہے اور جب وہ نہیں چاہتا لاکھ دوائی بے سود ہے -

میاں نبی بخش صاحب نے عرض کی ہے کہ ایک ہندو نے مجھے تاکید کی تھی - کہ میرے واسطے حضرت سے دعا کرائیں - فرمایا - ہندو یا کسی اور مذہب کا آدمی جو دعا کے واسطے درخواست کرے - ہم سب کے واسطے دعا کرتے ہیں -

ذکر آیا - ایک شخص نے اپنے بیٹے کا نام مستغفر اللہ رکھا ہے - فرمایا - اچھا ہے - جتنی دفعہ اسکو بلائیگا خدا تعالیٰ سے استغفار کرتا رہیگا -

مولوی نور الدین صاحب کے صاحبزادہ عبد الحی کا ذکر تھا - کہ اس کے متعلق پہلے سے خبر دی گئی -

فرمایا - اجنبی دشمن اور دور بیٹھنے والا کیا حاصل کر سکتا ہے - جو لوگ قریب رہتے ہیں - وہ ہمیشہ نشانات دیکھتے رہتے ہیں - پاس رہنے والے تو آپ ہی کے نشان بھی دیکھ لیتے ہیں -

۱۷ - ستمبر ۱۹۰۵ء - صبح - ایک دوست نے عرض کی میرے گھر سے خبر آئی ہے - کہ تمہارا لڑکا سخت بیمار ہے جلد آؤ - مگر بیماری کی تفصیل نہیں حضور دعا فرماویں -

فرمایا - میں دعا کروں گا - لیکن بعض دفعہ عورتیں صرف بلانے کے واسطے ہی ایسا لکھ دیا کرتی ہیں چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم اسجگہ قادیان میں تھے - کہ میر ناصر نواب کے گھر سے خط آیا - کہ والدہ اسحاق فوت ہو گئی ہے - اور اسحاق بھی قریب المرگ ہے (خداتعالیٰ ہر دو کو باصحت و عافیت لمبی عمر عطا فرماوے) یہ خط اسحاق کے بھائی کا لکھا ہوا تھا - جو اس وقت بہت چھوٹی عمر کا تھا میں اس خط کو پڑھ کر بہت پریشان ہوا - کیونکہ اس وقت ہمارے گھر میں بیمار تھے - بخار چڑھا ہوا تھا - ایسی حالت میں ان کو والدہ کی وفات کی خبر سنانا ہرگز مناسب نہ تھا - میں اسی فکر میں تھا - کہ الہام ہوا - ان کیدکن عظیم جس سے میں سمجھ لیا - کہ یہ صرف بلانے کا بہانہ ہے - ورنہ در اصل خیر ہے - اس وقت مولوی عبد الکریم صاحب (خدا ان کو صحت دے) اس جگہ تھے - ان کو سنایا گیا - اور حافظ حامد علی کو بھی سنایا گیا - اور اسی کو وہاں بھیجا گیا - تو بات وہی نکلی - جو خدا نے بذریعہ الہام ہم کو بتلائی تھی -

شیخ نور احمد صاحب نے عرض کی - کہ اس دن میں بھی اسی جگہ تھا - اور اس واقع کا گواہ ہوں -

۱۷ - ستمبر ۱۹۰۵ء - فرمایا - خدا کی طلب میں جو شخص پوری کوشش نہیں کرتا - وہ بھی کافر ہے - ہر ایک چیز کو جب اسکا حد مقررہ تک پہنچایا جاتا ہے تب اس سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے - جیسے اس زمین میں چالیس یا پچاس ہاتھ کھودنے سے کنواں طیار ہو سکتا ہے - اگر کوئی شخص صرف چار یا پانچ ہاتھ کھود کر چھوڑ دے اور کہہ دے - کہ یہاں پانی نہیں ہے - تو اس کی غلطی ہے اصل بات یہ ہے کہ اس شخص نے حق محنت کا ادا نہیں کیا -

۱۷ - ستمبر ۱۹۰۵ء قبل از ظہر - فرمایا - یہ جو قرآن شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ فبهداهم اقتده - پس ان کی یعنی گذشتہ نبیوں کی جن کا اوپر ذکر آیا ہے اقتدا کر - اس آیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی فضیلت ظاہر ہوتی ہے - اس کا یہ مطلب ہے کہ جسقدر گذشتہ انبیاء ہوئے - اور انہوں نے مخلوق کی ہدایت مختلف پہلوؤں سے کی اور مختلف قسم کی انہیں خوبیاں تھیں کسی میں کوئی خوبی اور کمال تھا - اور کسی میں کوئی - اور ان تمام نبیوں کی اقتدا کر یہ معنے رکھتا ہے - کہ ان تمام متفرق خوبیوں کو اپنے اندر جمع کر لینا چاہیئے اور اس میں کچھ شک نہیں - کہ جو شخص جامع ان تمام خوبیوں کا ہے جو متفرق طور پر تمام انبیاء میں پائی جاتی ہیں - وہ تمام متفرق کمالات اپنے اندر جمع رکھتا ہے - اسلئے وہ تمام انبیاء سے افضل ہیں - کیونکہ ہر ایک کی خوبی آپ میں موجود ہے - اور وہ تمام متفرق خوبیوں کا جامع ہے - مگر پہلے آپ سے کوئی نبی ان تمام خوبیوں کا جامع نہ تھا -

---

دارالامان کا ہفتہ

۱ - اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکا خاندان اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہے حضور براہین احمدیہ جلد پنجم کا ضمیمہ لکھ رہے ہیں جو ۱۲ صفحہ تک پریس میں جا چکا ہے -

۲ - حضرت حکیم الامتہ بھی خدا کے فضل سے اچھے ہیں اور خدمت دین میں مصروف - حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی علالت طبع کے باعث آپ ہی نمازیں پڑھاتے ہیں

۳ - مخدوم الملتہ کی صحت کے متعلق اسقدر اطلاع غالباً کافی ہوگی کہ پہلا زخم دن بدن مندمل ہو رہا ہے ایک حصہ میں کسیقدر ورم پائے جاتے کیوجہ سے پھر اپریشن کرنا پڑا - ضعف اور نقاہت بدستور ہے - جو کثرت پیشاب کیوجہ سے بعض اوقات بڑھ جاتی ہے - بہر حال حضرت مخدوم الملتہ کی بیماری احباب کے لئے تشویش اور فکر کا باعث ہو رہی ہے - خود اعلے حضرت کا بہت بڑا حصہ دعاؤں میں گذرتا ہے ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نہایت ہمدردی اور چستی کے ساتھ علاج میں مصروف ہیں اللہ تعالےٰ انکی مساعی کو بارآور کرے - (آمین)

کسی شیعہ نے انہیں ایام علالت میں حضرت مخدوم الملتہ کو خط لکھا ہے کہ یہ بیماری محض اسوجہ سے آئی ہے کہ آپ نے شیعہ مذہب کے خلاف لکھا ہے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی دانشمند شیعہ اس کے ساتھ اتفاق کر سکے - اس سے بڑھ کر بیہودہ بات کیا ہوگی - کاش شیعہ مذکور بتا سکتا کہ اسنے یہ رائے حضرت امام حسینؓ کے ایماء سے ظاہر کی ہے اور کسی کشف میں آکر امام حسینؓ یا انکے فرضی علی نے اسکو کہا!

وہ یاد رکھیں کہ خدا کا ولی اور خلیفہ جو خدا کی وحی کے موافق امام حسینؓ سے افضل ہے اب بھی اپنی کامیابی اور ترقی اور سماوی تائیدات کے ساتھ اس بیت کو توڑ رہا ہے مصائب - امراض اور دوسری قسم کے ابتلا مومنوں کو آتے ہیں اور وہ ان کی ترقی درجات کا موجب ہوتے ہیں - ہاں خدا کے ماموروں اور خلیفوں اور مرسلوں کے شدید ایذا رسانوں اور شریر اور گستاخ منکروں پر جو عذاب وعدہ کے موافق آتا ہے - وہ اس لحاظ سے کہ قبل از وقت اسکی پیشگوئی کی جاتی ہے اپنے اندر جلالی ہیبت رکھا کرتا ہے اور وہ لوگ محسوس کر لیتے ہیں کہ یہ ہم پر بیماری فلاں شرارت کے باعث ہے - لیکن جو شخص اس بیماری اور سخت تکلیف میں بھی اعلان کرتا ہے کہ مجدد الدین اسوقت بھی اس سلسلہ کو خدا کیطرف سے یقین کرتا ہوں اور خدا کے برگزیدہ مسیح کو صادق مانتا ہوں اسکی نسبت ایسا خیال کرنا بڑی بیہودگی ہے - جو شخص اس امام پر ایمان لاتا ہے اور اس مصیبت اور تکلیف کی گھڑی میں جو اپنے آپ کو امام حسین سے افضل سمجھتا ہے اور ہے اسے کہہ سکتی ہو کہ شیعہ مذہب کی مخالفت کا نتیجہ ہو - اگر شیعہ مذہب کی غلطیوں اور کمزوریوں کے اظہار سے یہ تکلیف آپڑی ہے تو مہربانی کر کے بتا تو دو امام حسین علیہ السلام پر وہ کربلا کی مصیبت کسوجہ سے آئی تھی؟ اور اس میں خدا تعالےٰ نے آپ کے دشمنوں کو بامراد اور فائز المرام کیوں کر دیا؟

بہر حال مجھے اسوقت اس شیعہ کے خط پر مفصل ریمارک کرنا مقصود نہیں اگر اللہ تعالےٰ نے چاہا اور اسکے فضل اور کرم سے کچھ بھی بعید نہیں تو میں امید کرتا ہوں کہ خود مخدوم الملتہ شفا پاکر (خدا انہیں جلد شفا دے) اس پر لکھیں گے - (انشاء اللہ العزیز)

مولوی صاحب کی حالت مرض صحت پر کوئی قطعی رائے قائم نہیں ہو سکتی - خدا کے مسیح کی دعائیں انکے ساتھ ہیں اور خدا کے فضل سے امید ہے کہ وہ اپنے بندے کی دعاؤں کو قبول کریگا - زخم کیحالت الحمد للہ اچھی ہے کثرت پیشاب کی شکایت بدستور ہے ضعف اور نقاہت بھی ہے -

۲۱ ستمبر کی رات کو اعلےٰ حضرت مولوی صاحب کے لئے بہت ...

الحکم نمبر ۳۳ - جلد ۹

کہ اللہ تعالیٰ آئندہ آن را بند فرمودہ و مُہر نہادہ است کہ کسے بدون مُہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی نمی تواند شد و تا وقتیکہ در امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داخل نشود و از فیضان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مستفیض نشود بمکالمۂ ایزدی مشرف نمے تواند شد اگر کسے بجز از داخل شدن درین امت و بدون طلب فیوض از چشمۂ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شرف مکالمۂ الٰہی حاصل می تواند کند او را روبروئے من بیارید۔ ہمین دلیلے است زبردست برین امر کہ ما آن را پیش مے کنیم کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ در دنیا نخواہد آمد بلکہ مسیح موعود ازین امت خواہد بود۔

بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسے فیضان نبوت حاصل نمی تواند کرد تا وقتیکہ از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم استفاضہ نکند آیت مزبورہ کہ در باب ختم نبوۃ است صریحاً حضرت عیسیٰ را بند مے کند پس او چسان آمدن مے تواند یا حضرت عیسے علیہ السلام را از نبوۃ معزول کنید و این ہتک و بے عزتی ایشان را روا دارید و یا این کہ مسیح موعود ازین امت خواہد بود اصطلاح نبی بر نبی مستقل اطلاق مے یابد مگر الحال بعد از خاتم النبیین این نبوۃ مستقلہ نماندہ است ازینجا است کہ گفتہ اند ؎

خارقے کز ولی مسموع است + معجزہ آن نبی متبوع است

پس این امر را خوب یاد دارید کہ ہرگاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء است و حضرت عیسیٰ را شرف نبوت پیشتر حاصل است پس چگونہ مے تواند شد کہ حضرت عیسے واپس آید و نبوۃ را از دست دہد این آیت بعد از حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نبی مستقل را از آمدن باز مے دارد البتہ این ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مے افزاید کہ شخصے از امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از فیض آنحضرتؐ درجہ حاصل کند کہ بوقتے از اوقات نبی مستقل را آن درجہ حاصل مے تواند شد و اگر حضرت عیسے خود بیائد پس صاف ظاہر است کہ تکذیب این آیت لازم مے آید۔ و خاتم الانبیاء

۷

حضرت عیسے علیہ السلام مے گردد و آمدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غیر مستقل مے شود زیرا آنکہ چون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در دنیا آمدند بعد از عرصۂ قلیل رخصت شدند و حضرت عیسے علیہ السلام پیش از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہم ماندند و آخر ہم ماندند الغرض ازین عقیدہ کہ آئندہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام است خیلے مفاسد پیدا مے شوند اکثر علماء بمفہوم ختم نبوت بغلطی افتادہ اند و بآیت مذکورہ کہ خاتم النبیین آمدہ است و بران الف و لام آمدہ است از ان ہم صاف معلوم مے شود کہ نبوت تشریع ختم شدہ است پس الحال اگر کسے مدعی نبوۃ شرع جدید شود او کافر است۔

و اگر انکار مکالمۂ الٰہی باشد پس اسلام مذہبے مردہ قرار دادہ مے شود + نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد۔ اگر دروازہ مکالمۂ الٰہی ہم بند قرار دادہ آید پس ہمین است قہر است زیرا آنکہ باین اعتقاد این امت خیر الامم قرار دادہ نمے شود و دعائے اہدنا الصراط المستقیم بے سود قرار دادہ شود۔ تعجب است کہ این امت یہود گردد و مسیح از دیگران آید۔

مکالمۂ نبوۃ بکثرت مے باشد و عام مکالمۂ الٰہی بکثرت نمے باشد۔ و کیفیت مکالمۂ نبوت صاف مے باشد آیا شخصے کہ پیش او یک دو درہم باشد برابر آن بادشاہ مے تواند شد کہ پیش او خزانہا پر از دراہم باشند آیا درمیان آن ہر دو فرق مے باشد یا نہ۔ حالانکہ ہر دو ازدار مے باشند۔ ہمچنان بوحی و مکالمۂ نبوت و بمکالمۂ دیگران فرق بکثرت و کیفیت و کمیت مے باشد۔

مکالمۂ نبوت چنان اجلے و اصفٰی مے باشد کہ ہر یک شریف برداشت آن نمے تواند کرد مگر آن کہ بدرجہ اصفٰی باشد۔

باز شان نبوت این است فلا یظہر علے غیبہ احدًا الا من ارتضٰی من رسول خداوند تعالیٰ بے رضائے خود نخستین بذریعہ خواب باز بذریعہ کشف باز بذریعہ وحی و بتکرار آن بر نبی ظاہر مے کند حتّٰی کہ امر مخفی و غائب بشری

۲۴ - ستمبر ۱۹۰۵ء

شیخ عبد القادر جیلانی را ملاحظہ کنید۔

ورنہ خدا تعالیٰ کہ مے فرماید من کان فی ہذہٖ اعمٰی فہو فی الآخرۃ اعمٰی اگر خدا تعالیٰ خود این امت را اعمٰے گردانید پس تعجب است کہ خود او را نابینا کرد و باز برائے نابینا زجر و توبیخ کند کہ در آخرت ہم اعمٰی باشند امت بیچارہ چہ اختیار دارد۔ مثال این چنانست کہ شخصے کسے را گوید کہ اگر تو ازین مکان یعنی بزندان گرفتار کردہ خواہی شد مگر باز خود او را پاس بیفگند گویا سلسلہ نبوت مسدود کردہ فرمود کہ ترا از مکالمات و مخاطبات بے بہرہ کردہ شد و برائے بسر بردن زندگی ترا مثل بہائم گردانیدہ شد و بجائے فرماید کہ من کان فی ہذہٖ اعمٰی فہو فی الآخرۃ اعمٰی الحال این عقیدہ را حل کنید کہ جواب این تناقض چیست جائے خیر الامت فرمود و بجائے دیگر فرمود کہ تو نابینا ہستی و در آخرت ہم نابینا خواہی بود۔ نعوذ باللہ۔ مردم چہ قدر عقیدہا ناشائستہ تراشیدہ اند اگر کسے برائے اصلاح این امت از امم اخری آید ہم مشکل است زیرا کہ باین وجہ ہتک شان نبیؐ این است و بے عزتی قوم است کہ گویا کسے درین است باین قابل نماندہ است کہ اصلاح قوم خود کند و نہ کسے بشرف مکالمۂ الٰہیہ مشرف شد بلکہ برین ہم بس نیست بلکہ بآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بلا تشبیہ اعتراض عاید مے گردد کہ آنحضرت این قدر نبی عظیم الشان باشند و امت ایشان تا باین حد ضعیف و کمزور گردد۔ و در اصل امر نہ چنانست کہ مردم فہمیدہ اند بلکہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در امت آنحضرتؐ نبوت موجود است و انبیا ہم مے باشند مگر لفظ نبی بوجہ عظمت نبوت استعمال کردہ نمے شود لیکن برکات و فیوض موجود اند۔

خداوند تعالیٰ ما را آن نبی عطا فرمودہ است کہ خاتم المومنین و خاتم العارفین و خاتم النبیین است و ہمچنان آن کتاب بران حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نازل فرمودہ است کہ جامع الکتب و خاتم الکتب است و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین است مگر نہ آنچنان نبوت بران حضرت ختم شدہ است کہ گلو را مخنوق کردہ ختم کنند چنین ختم قابل فخر نمے باشد بلکہ از ختم شدن نبوت بران حضرت این مراد است کہ طبعاً جملہ کمالات نبوت بران حضرت ختم شدہ است یعنے تمام کمالات متفرقہ کہ از حضرت آدم تا حضرت مسیح ابن مریم انبیاء را دادہ اند ان جملہ در ذات والاصفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمع شدہ اند لہٰذا آنحضرت را خاتم النبیین قرار دادہ شد و جملہ تعلیمات و وصایا و معارف کہ بکتب مختلفہ آمدہ اند آن بقرآن شریف ختم شدہ اند و قرآن شریف خاتم الکتب گشت درین جا ہم یاد باید داشت کہ مردم برمن و بر جماعت من این الزام وارد مے کنند کہ ما رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم را خاتم النبیین نمے دانیم حالانکہ این بر ما افترائے عظیم است ما با آن قوت و یقین و بصیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را خاتم الانبیاء مے دانیم و یقین مے کنیم کہ مخالفین ما بمقابلہ آن عقیدہ را باور ندارند این قدر ظرف شان است کہ ایشان این حقیقت و راز را کہ در ختم نبوت خاتم الانبیاء است بفہمند۔ اوشان صرف از آباؤ و اجداد خود لفظے شنیدہ اند و از حقیقت آن بے خبر اند نمے دانند کہ ختم نبوت چیست و بران مفہوم ایمان آوردن چیست مگر ما ببصیرت تام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را خاتم الانبیاء یقین مے کنیم و خداوند تعالیٰ بر ما حقیقت ختم نبوت را چنان واضح و منکشف فرمودہ است و از شربت عرفان آن کہ ما را نوشانیدہ اند چنان لذتے خاص مے یابیم کہ کسے اندازہ کردن نمے تواند۔ مثال ختم نبوت از امثال دنیا چنان بیان کردہ آید کہ چنانکہ ماہتاب از ہلال شروع مے شود و بر تاریخ چاردہم رسیدہ کمال آن ختم مے شود کہ او را دران حالت بدر گفتہ مے شود ہمچنان جملہ کمالات پیشینیان بران حضرت ختم شدہ اند کسانیکہ این رائے و مذہب دارند کہ نبوت بزبردستی ختم شدہ است و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را بر یونس بن متی ترجیح نباید داد اوشان این حقیقت را نفہمیدہ اند

مثل امر مشهود و محسوس می گردد.

اجلی و اصفی مکالمه الٰهی کسانے را می باشد که تزکیه نفس بدرجه اعلے رسانیده باشند برائے آن خیلے ضرورت تقویٰ و طهارت می باشد لهذا الله تعالےٰ فرموده است ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا.

پس فرق کثرت و قلت و صفائی و تکدر ثابت می گرداند که مکالمه نبوت چیست و دیگر چیست.

عوام را هم خوابهائے صحیح می آید که بآن تصدیق سلسله نبوت می شود زیرا که اگر خوابها عام نبودے امر نبوت مشتبه می شد پس خدا تعالےٰ برائے اتمام حجت این ماده را بهر کس نهاده است.

یک دو خواب کسے نبی نمی گردد

لیکن بیک دو خواب کسے نبی نمی گردد شان نبوت دیگرے باشد بالهامات ما که نبی آمده است شرطها دارد اول اینکه شرع جدید نداریم دیگر اینکه واسطه آنحضرت صلے الله علیه وسلم داریم.

(سوال)

خدام سلسله محمدی را چرا نبی نگفتند

چون بمیان سلسله موسوی و سلسله محمدی مماثلت است پس چه وجه است که خدام سلسله موسوی را نبی گفتند مگر خدام سلسله محمدی را نبی نگفتند.

(جواب)

به مشابهت این امر از ضروریات نمے باشد که مشبه و مشبه به عین یکدیگر باشند و هیچ تفاوتے درمیان آنها نباشد مثلاً ما می گوئیم که فلانے شیر است پس آیا دران این امر هم از ضروریات است که بر جسم آن کس موهائے دراز باشند و چار پائے و یک دم داشته باشد و بصحاری و بیابان صائد هم باشد بلکه چنانکه من وجه تشابه می باشد همچنان من وجه مخالف بودن آن هم از ضروریات است الله تعالےٰ خیر امت این امت را فرموده است خیرات و برکات که بدرجه اعلے بودند باین امت جمع شده اند. زمانه آنحضرت صلے الله علیه وسلم بحدے رسیده بود که قوائے دماغیه و عقلیه بنسبت قرون اول خیلے ترقی کرده بودند. دران زمانه یک گونه جهالت بود الحال اگر کسے گوید که این هم تشابه نمے باشد پس این گفتن او درست نمے باشد.

نه اینکه خداوند تعالےٰ در قرآن کریم بعد آنحضرت صلے الله علیه وسلم حرام کرده است معنے اش این نیست که ابدا لآباد هیچ خیر و برکت را این امت نخواهد یافت و نه او را شرف مکالمات و مخاطبات باشد بلکه مراد این است که هیچ نبوت بدون مهر آنحضرت صلے الله علیه وسلم جاری نخواهد شد. دیگر دوم اینکه این است که لفظ نبی اطلاق نیافت وجه اش صرف این است که بعد از حضرت موسیٰ نبوت ختم نه شده بود بلکه تاهنوز مثل آنحضرت صلے الله علیه وسلم نبی اولو العزم صاحب شریعت کامله آینده آمدنی بود. لهذا برائے امت حضرت موسیٰ لفظ نبی جاری مانده بود مگر بعد آنحضرت صلے الله علیه وسلم جمله اقسام نبوت که با جازت آنحضرت صلے الله علیه وسلم نباشد بند شده بود لهذا این امر از ضروریات بود که از جهت عظمت سرور کائنات

در احادیث نبوت مسیح موعود بلقب نبی آمده است

نبوت مآب بر دیگرے لفظ نبی اطلاق نیافت این اعتراض و جواب را بصورت دیگر مکرر بیان می کنیم یعنے هرگاه آنحضرت صلے الله علیه وسلم مثیل حضرت موسیٰ است و خلفائے آنحضرت صلے الله علیه وسلم مثیل انبیاء بنی اسرائیل اند پس چه وجه است که نام مسیح موعود در احادیث بلقب نبی آمده است مگر دیگر خلفا را این نام نه داده شد.

(جواب) هرگاه آنحضرت صلے الله علیه وسلم خاتم الانبیاء بود و بعد آنحضرت کسے نبی نه بود لهذا اگر تمام خلفا را نبی گفته می شد امر ختم نبوت مشتبه می شد و اگر هیچ فردے لقب نبی نه یافتے لیس اعتراض عدم مشابهت باقی می ماند زیرا که خلفائے موسیٰ نبی اند لهذا حکمت الٰهی تقاضا فرمود که نخستین بسیار خلفا در رعایت ختم نبوت بفرستد و نام ایشان نبی نه نهد و این مرتبه ایشان را داده نشود تا بر ختم نبوت این نشان باشد باز آخری خلیفه یعنی مسیح موعود را نام نبی داده شد تا در امر خلافت مشابهت هر دو سلسله ثابت شود و ما بارها گفته ایم که نبوت مسیح موعود ظلی است زیرا که او بوجه بروز کامل بودن آنحضرت صلے الله علیه وسلم از نفس نبی مستفیض شده مستحق نام نبی گشت چنانکه بیک وحی خداوند تعالےٰ مرا خطاب کرده فرمود یا احمد جعلت مرسلا یعنے اے احمد تو مرسل گردانیده شدی خدا تعالےٰ در آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین. از جهت جسمانیت نفی اولاد آنحضرت صلے الله علیه وسلم فرموده است و از جهت روحانیت اثبات اولاد آنحضرت صلے الله علیه وسلم فرموده است. یعنے از جهت روحانیت آنحضرت صلے الله علیه وسلم پدر اند و صاحب اولاد اند و نبوت روحانیه و سلسله فیض آنجناب بعد آنحضرت جاری خواهد ماند و آن محض بوسیله جمیله ذات آنحضرت خواهد بود و علاحده هیچ نبوتے جاری نمے تواند شد که بران مهر آنحضرت نباشد ورنه اگر دروازه نبوت بالکل مسدود فهمیده شود پس نعوذ بالله ازین امر انقطاع فیوض لازم آید. و این بجنت نحوست و هتک شان آنحضرت صلے الله علیه وسلم است گویا الله تعالےٰ که این امت را لقب خیر الامم فرموده بود آن نعوذ بالله دروغ بود اگر این معنے کرده شود که برائے آینده باب نبوت از هر وجه مسدود است پس این امت بجائے خیر الامم لقب شر الامم می گیرد. زیرا که هرگاه او را شرف مکالمات و مخاطبات الٰهیه نصیب نه شد پس این امت حکم کالانعام بل هم اضل می گیرد و او را بهایم سیرت گفته شود. نه که خیر الامم و نیز دعائے سوره فاتحه اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم هم لغو می گردد زیرا که در سوره فاتحه که اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم آمده است ازین این نباید فهمید که درین دعا شرب و اکل و ماکل و ملابس ادلین طلبیده شد و خواهش لذات جسمانی ایشان کرده شد. نه نه. بلکه مراد ازین نعمائے روحانیه است اگر همین معنی کرده شود پس در اسلام باقی چه مانده است. که ازان علو اسلام ثابت شود.

برین وجه نعوذ بالله بلا تشبیه قوت قدسی آنحضرت چیزے قرار داده نمے آید و آنجناب بمرتبه از حضرت موسیٰ فروتر می گردد که بعد از حضرت موسیٰ در امت او صدها انبیا آمدند مگر از امت آنحضرت صلے الله علیه وسلم خدا تعالےٰ را نفرت است که بیکے از ایشان مکالمه نه فرمود زیرا که بکسیکه محبت می باشد آخر با او کلام هم کرده می شود.

نے بلکه سلسله نبوت آنحضرت صلے الله علیه وسلم بواسطه ذات آنحضرت و بمهر آنحضرت جاری است ازین جا است که هزارها مردم ازین امت بشرف مکالمات و مخاطبات الٰهیه مشرف شده اند و خصائص انبیا در ایشان موجود بوده اند صدها چنین اکابر گذشته اند که دعاوی مکالمه و مخاطبه الٰهیه کرده اند چنانچه فتوح الغیب [illegible] حضرت

۱۶ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

جب سے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی طبیعت ناساز ہوئی ہے اور نیز اکثر احباب رخصت لیکر آئے ہیں اعلے حضرت کا معمول سا ہو گیا ہے کہ قبل دوپہر تشریف لاکر مسجد میں بیٹھتے ہیں اور مناسب موقع کلام فرماتے ہیں - ۱۶ ستمبر کو شیخ نور احمد صاحب جالندہری چودھری نصر اللہ خانصاحب پلیڈر سیالکوٹ سے آئے ہوئے تھے اور بھی کئی احباب بیرونجات سے آئے ہوئے تھے شیخ نور احمد صاحب نے بنک کے سود کے متعلق تذکرہ کیا

کہ بنک والے ضرور سود دیتے ہیں پھر اسے کیا کیا جاوے ؟

اس پر **فرمایا**

ہمارا یہی مذہب ہے اور اللہ تعالےٰ نے بھی ہمارے دل میں ڈالا ہے کہ ایسا روپیہ **اشاعت دین** کے کام میں خرچ کیا جاوے - یہہ بالکل صحیح ہے کہ سود حرام ہے لیکن اپنے نفس کیواسطے اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں جو چیز جاتی ہے وہ حرام نہیں رہ سکتی ہے کیونکہ حرمت اشیاء کی انسان کے لئے ہے نہ اللہ تعالےٰ کے واسطے - پس سود اپنے نفس کے لئے بیوی بچوں احباب رشتہ داروں اور ہمسایوں کے لئے بالکل حرام ہے لیکن اگر یہ روپیہ خالصتہً **اشاعت دین** کے لئے خرچ ہو تو ہرج نہیں ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے اور پھر اسپر دوسری مصیبت یہہ ہے کہ لوگ **زکواۃ** بھی نہیں دیتے - میں دیکھتا ہوں کہ اسوقت دو مصیبتیں واقع ہو رہی ہیں اور دو حرمتیں روا رکھی گئی ہیں - اوّل یہہ کہ زکواۃ جسکے دینے کا حکم تہا وہ دیتے نہیں اور سود جسکے لینے سے منع کیا تہا وہ لیتے ہیں - یعنے جو خدا تعالیٰ کا حق تہا وہ تو دیا نہیں اور جو اپنا حق نہ تہا اسے لیا گیا جب ایسی حالت ہو رہی ہے اور اسلام خطرناک ضعف میں مبتلا ہے تو میں یہی فتویٰ دیتا ہوں کہ ایسے سودوں کی رقمیں جو بنک سے ملتا ہے یکمشت **اشاعت دین** میں خرچ کرنی چاہیں - میں نے جو فتوےٰ دیا ہے وہ عام ہے ورنہ سود کا لینا اور دینا دونو حرام ہیں مگر اس ضعف اسلام کے زمانہ میں جبکہ مالی ترقی کے ذریعہ پیدا نہیں ہوئے اور مسلمان توجہ نہیں کرتے ایسا روپیہ اسلام کے کام میں لگنا حرام نہیں ہے -

قرآن شریف کے مفہوم کے موافق جو حرمت ہے وہ یہی ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے اگر خرچ ہو تو حرام ہے یہہ بھی یاد رکہو جیسے سود اپنے لئے درست نہیں کسی اور کو اسکا دینا بھی درست نہیں - ہاں خدا تعالےٰ کے قبضہ میں ایسے مال کا دینا درست ہے اور اسکا یہی طریق ہے کہ وہ صرف اشاعت اسلام میں خرچ ہو - اسکی ایسی مثال ہے جیسے جہاد ہو رہا ہو اور گولی بارود کسی فاسق فاجر کے ہاں ہو اسوقت محض اس خیال سے رک جانا کہ یہہ گولی بارود مال حرام ہے ٹہیک نہیں بلکہ مناسب یہی ہوگا کہ اسکو خرچ کیا جاوے اسوقت تلوار کا جہاد تو باقی نہیں رہا اور خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہمیں ایسی **گورنمنٹ** دی ہے جسنے ہر ایک قسم کی مذہبی آزادی عطا کی ہے - اب قلم کا جہاد باقی ہے اسلئے **اشاعت دین** میں ہم اسکو خرچ کر سکتے ہیں -

---

مسلمانوں کی عام حالت کا ذکر کرتے ہوئے **فرمایا**

مسلمانوں کی حالت بہت خراب ہو گئی ہے ہر ایک قسم کی علمی اور عملی کمزوریاں ان میں آ گئی ہیں - ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہیں جرائم پیشہ والے کثرت کے ساتھ مسلمان ہیں جیل خانوں میں جاکر دیکھو جسقدر شدید اور سنگین جرائم ہیں انکے مرتکب مسلمان نظر آئینگے اب یہ کسقدر عار کی بات ہے -

---

زکوٰۃ کیا ہے ؟ یوخذ من الامراء ویرد الی الفقراء - امرا سے لیکر فقرا کو دی جاتی ہے اس میں اعلےٰ درجہ کی ہمدردی سکہائی گئی تہی - اسطرح سے باہم گرم سرد ملنے سے مسلمان سنبہل جاتے ہیں - امرا پر یہ فرض ہے کہ وہ ادا کریں - اگر یہ بھی فرض نہ ہوتی تو بھی انسانی ہمدردی کا تقاضا تہا کہ غربا کی مدد کی جاوے - مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ہمسایہ اگر فاقہ مرتا ہو تو پروا نہیں اپنے عیش و آرام سے کام ہے - جو بات خدا تعالےٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے میں اسکے بیان کرنے سے نہیں رک سکتا اگر کسی کا ہمسایہ فاقہ میں ہو تو اسکے لئے شرعاً حج جائز نہیں مقدم ہمدردی اور اسکی خبرگیری ہے کیونکہ حج کے اعمال بعد میں آتے ہیں مگر آجکل عبادات کی اصل غرض اور مقصد کو ہرگز مدنظر نہیں رکہا جاتا - بلکہ عبادات کو رسوم کے رنگ میں ادا کیا جاتا ہے - اور وہ نری رسمیں ہی رہ گئی ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگوں میں **حاجیوں** کے متعلق بدظنیاں پیدا ہوئی ہوئی ہیں - کہتے ہیں ایک اندہی عورت بیٹہی تہی کوئی شخص آیا اور اسکی چادر چہین کر لے گیا وہ عورت چلائی کہ بچہ ! حاجیا ! میری چادر دے جا - اس نے اسکو پوچہا کہ مائی تو یہ تو بتا کہ تو نے کیونکر سمجہا ہوا کہ میں حاجی ہوں اسنے کہا تجربہ سے معلوم ہے کہ ایسے کام حاجی ہی کرتے ہیں - پس اگر ایسی ہی حالت ہو تو پھر ایسے حج سے کیا فائدہ ؟ حج میں قبولیت ہو کیونکر ؟ جبکہ گردن پر بہت سے حقوق العباد ہوتے ہیں - انکو تو ادا کرنا چاہئے - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے **قد افلح من زکٰھا** - فلاح نہیں ہوتی جب تک نفس کو پاک نہ کرے اور نفس تب ہی پاک ہوتا ہے جب اللہ تعالےٰ کے احکام کی عزت اور ادب کرے اور ان راہوں سے بچے جو دوسری کے آزار اور دکہہ کا موجب ہوتی ہیں -

انسان میں ہمدردی اعلےٰ درجہ کا جوہر ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے **لن تنالوا البرّ حتّٰی تنفقوا ممّا تحبّون** - یعنے تم ہرگز ہرگز اس نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے - جب تک اپنی پیاری چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ نکرو -

یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کا نہیں کہ مثلاً کسی ہندو کی گائے بیمار ہو جاوے اور وہ کہے کہ اچہا اسکو منس (راہ خدا پر دینا) دیتے ہیں - بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ باسی اور سڑی ہوئی روٹیاں جو کسی کام نہیں آ سکتی ہیں فقیروں کو دیدیتے ہیں اور سمجہتے ہیں کہ ہم نے خیرات کر دی ہے ایسی باتیں اللہ تعالےٰ کو منظور نہیں اور نہ ایسی خیرات مقبول ہو سکتی ہے وہ تو صاف طور پر کہتا ہے -

لن تنالوا البرّ حتّٰی تنفقوا ممّا تحبّون

حقیقت میں کوئی نیکی نیکی نہیں ہو سکتی جب تک اپنے پیارے مال اللہ تعالےٰ کی راہ میں اسکے دین کی اشاعت اور اسکی مخلوق کی ہمدردی کے لئے خرچ نکرو -

(اس موقع پر ایک بہائی نے عرض کی کہ حضور بعض فقیر بھی کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی باسی روٹی دیدو پہٹا پرانا کپڑا دیدو وہ مانگتے ہی پرانا اور باسی ہیں ؟)

فرمایا کیا تم نئی دیدو گے ؟ وہ کیا کریں جانتے ہیں کہ کوئی نئی نہیں دیگا اسلئے وہ ایسا سوال کرتے ہیں - جہانتک ہو سکے مخلوق کے ساتھہ ہمدردی اور شفقت کرو - یاد رکہو شریعت کے دو ہی قسم کے حقوق ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد - مگر میں جانتا ہوں اگر کوئی بدقسمت ہو تو حقوق اللہ پر قائم ہونا سہل ہے اسلئے کہ وہ تم سے کہانے کو نہیں مانگتا اور کسی قسم کی ضرورت اسے نہیں وہ تو صرف یہی چاہتا ہے کہ تم اسے وحدہ لا شریک خدا سمجہو - اس کی صفات کاملہ پر ایمان لاؤ اور اسکے رسولوں پر ایمان لاکر انکی اتباع کرو لیکن حقوق العباد میں کر مشکلات ہیں جہاں نفس دہوکہ دیتا ہے وہاں ... پیدا ہوتی ... بہائی کا حق ہے اور اس کے دبا لینے کا فتویٰ دیتا ہے مقدمات ہوتے ہیں تو چاہتا ہے کہ شریک کو ایک حبہ نہ ملے سب کچھہ مجہی کو مل جاوے غرض حقوق العباد میں بہت مشکلات ہیں اسلئے جہانتک ہو سکے ان کی بڑی رعایت اور حفاظت کرنی چاہئے ایسا نہ ہو کہ آدمی دوسری کے حقوق تلف کرنے والا ٹہیرے اور یہہ سب کچھہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور توفیق سے ملتا ہے جسکے لئے دعا کی بڑی ضرورت ہے -

یہاں تک آپ نے بیان فرمایا تہا کہ اور احباب تشریف لے آئے حضرت حکیم الامت بھی آ گئے - اسلئے سلسلہ کلام بند کر دیا - اور پہر آپ نے مکرر مسئلہ سود بنک کے متعلق فرمایا جو ہم اوپر درج کر آئے ہیں بعد ازاں **جاپان اور اشاعت اسلام** کے مضمون پر سلسلہ کلام شروع ہو گیا جسکا مفہوم درج ذیل ہے -

ایڈیٹر

مجہے معلوم ہوا ہے کہ جاپانیوں کو اسلام کیطرف توجہ ہوئی ہے اسلئے کوئی ایسی جامع کتاب ہو جس میں اسلام کی حقیقت پورے طور پر درج کر دی جاوے گویا اسلام کی پوری تصویر ہو - جسطرح پر انسان سراپا بیان کرتا ہے اور سر سے لیکر پاؤں تک کی تصویر کہینچ دیتا ہے اسی طرح سے اس کتاب میں اسلام کی خوبیاں دکہائی جاویں اسکی تعلیم کے سارے پہلوؤں پر بحث ہو اور اسکے ثمرات اور نتائج بھی دکہائے جاویں - اخلاقی حصہ الگ ہو اور ساتہہ ساتہہ دوسرے مذاہب کے ساتہہ اسکا مقابلہ کیا جاوے - **فرمایا** میرے نزدیک تو یہ ضرورت ایسی ضرورت ہے کہ جس شخص پر حج فرض ہے اسکو یہی چاہئے کہ وہ اپنا روپیہ اس **دینی جہاد** میں صرف کر دے - ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پانچوں نمازیں اکہٹی پڑہنی پڑی تہیں لیکن اب چونکہ تلوار کا جہاد نہیں بلکہ **صرف قلم کا جہاد** رہ گیا ہے اس لئے اسی ذریعہ سے اس میں ہمت وقت اور مال کو خرچ کرنا چاہئے - خوب سمجہ لو کہ اب مذہبی **لڑائیوں کا زمانہ نہیں** رہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جو لڑائیاں ہوئی تہیں اس کی وجہ یہہ نہ تہی کہ وہ جبراً مسلمان بنانا چاہتے تہے بلکہ وہ لڑائیاں بھی دفاع کے طور پر تہیں - جب مسلمانوں کو سخت دکہہ دیا گیا اور مکہ سے نکال دیا گیا اور بہت سے مسلمان شہید ہو چکے تب اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ اسی رنگ میں انکا مقابلہ کرو - پس وہ حفاظت خود اختیاری کے رنگ میں لڑائیاں کرنی پڑیں مگر اب وہ زمانہ نہیں ہے ہر طرح سے امن اور آزادی ہے - ہاں اسوقت

پر جو حملے ہوتے ہین وہ **قلم** کے ذریعہ ہوتے ہین اسلئے ضروری ہے کہ **قلم** ہی کے ذریعہ انکا جواب دیا جاوے۔

اللہ تعالےٰ قرآن شریف مین ایک مقام پر فرماتا ہے کہ جس قسم کی طیاریان تمہارے مخالف کرتے ہین تم بہی ویسی ہی طیاریان کرو۔ اب کفار کی طیاریان جو اسلام کے خلاف ہو رہی ہین انکو دیکہو وہ کس قسم کی ہین؟ یہہ نہین کہ وہ فوجین جمع کرتے ہون؟ نہین بلکہ وہ تو طرح طرح کی کتابین اور رسالے شائع کرتے ہین اسلئے ہمارا بہی فرض ہے کہ ہم بہی انکے جواب مین **قلم** اٹھائین اور رسالون اور کتابون کے ذریعہ انکے حملون کو روکین یہہ نہین ہوسکتا کہ بیماری کچہہ ہو اور علاج کچہہ اور کیا جاوے اگر ایسا ہو تو اس کا نتیجہ ہمیشہ غیر مفید اور برا ہوگا۔

یقیناً یاد رکہو کہ اگر ہزار در ہزار جانین بہی ضائع کر دی جائین اور اسلام کے خلاف کتابون کا ذخیرہ بدستور موجود ہو تو اس سے کچہہ بہی فائدہ نہین ہوسکتا اصل یہی بات ہے کہ ان کتابون کے اعتراضون کا جواب دیا جاوے۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن پاک کیا جاوے۔ مخالفون کی طرف سے جو کارروائی ہو رہی ہے اسکا انسداد بجز **قلم** کے نہین ہوسکتا۔ یہ نری خام خیالی [illegible] مخالف تو اعتراض کرین اور [illegible] - خدا تعالےٰ نے کبہی اسکو پسند نہین کیا [illegible] جو **مسیح موعود** کے وقت مین [illegible] قسم کے جہاد کو حرام کر دیا۔

اس ملک مین تو عیسائیون کی ایسی تحریرین شائع ہوتی ہی رہتی ہین اور سب سے بڑہ کر یہہ فتنہ اسی ملک مین ہے مگر معلوم ہوا ہے کہ دوسرے ملکون مین بہی اس قسم کی شرارتین ہو رہی ہین مصر اور بلاد شام بیروت وغیرہ مین بہی ایسی تحریرین شائع کی جاتی ہین یہانتک کہ لغت تک کی کتابون مین شرارتین کی جاتی ہین۔

اس مقام پر حضرت حکیم الامۃ نے عرض کیا کہ حضور ! فقہ اللغۃ ثعالبی کی ایک کتاب ہے اسے عیسائیون نے چہاپا ہے اس مین الحمد للہ والصلوٰۃ تا آلہ لکہدیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہی نکال دیا ہے یہانتک دشمنی مد نظر ہے۔

پہر جاپان مین اشاعت اسلام کے سلسلہ پر فرمایا **مین** دوسری کتابون پر جو لوگ اسلام پر لکہہ کر پیش کرین بہروسہ نہین کرتا کیونکہ انمین خود غلطیان پڑی ہوئی ہین ان غلطیون کو ساتہہ رکہکر اسلام کے مسائل جاپان یا دوسری قومون کے سامنے پیش کرنا اسلام پر ہنسی کرانا ہے اسلام وہی ہے جو **ہم** پیش کرتے ہین۔

ہان اشاعت اسلام کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے اور اسپر اگر وہ روپیہ جو بنکون کے سود سے آتا ہے خرچ کیا جاوے تو جائز ہے کیونکہ وہ خالص خدا کے لئے ہے۔ خدا تعالےٰ کے لئے وہ حرام نہین ہے جیسے مین نے ابہی کہا ہے کہ کسی جگہ کا سکہ و بارود ہو وہ جہاد مین خرچ کرنا جائز ہے یہہ ایسی باتین ہین کہ بلا تکلف سمجہہ مین آجاتی ہین۔ کیونکہ بالکل صاف ہین اللہ تعالےٰ نے سور کو حرام کیا ہے لیکن باین فرماتا ہے فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ۔ جب اضطراری حالت مین محض اپنی جان بچانے کی خاطر سور کا کہانا جائز ہے تو کیا ایسی حالت مین کہ اسلام کی حالت بہت ضعیف ہوگئی ہے اور اس کی جان پر آبنی ہے اسکی جان بچانے کے لئے محض اعلائے کلمہ اسلام کے لئے سود کا روپیہ خرچ نہین ہوسکتا؟ میرے نزدیک یقیناً خرچ ہوسکتا ہے اور خرچ کرنا چاہئے۔

فرمایا - دنیا تو ایسی ہے کہ کاردنیا کسے تمام نکرد۔ اللہ تعالےٰ کا یہ ایک سربستہ راز ہے جو کسی پر نہین کہلا کہ موت کس وقت آجاوے پہر جب موت آگئی تو سب مال و اسباب یہان کا یہان ہی رہ جاتا ہے اور بعض اوقات اسکے وارث وہ لوگ ہوتے ہین جنکو اگر مرنے والا زندہ ہوتا تو ایک حبہ بہی انکو دینا پسند نہین کرتا تہا۔

پہر کیسی غلطی ہے کہ انسان اپنے مال کو ایسی جگہ خرچ نکرے جو اسکے لئے ہمیشہ کے واسطے راحت اور آسائش کا موجب ہو جاوے۔

مین حیران ہوتا ہون جب یورپ کیطرف دیکہتا ہون کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنانے کے لئے انمین اسقدر جوش اور سرگرمی ہے اور ہم مین خدا تعالےٰ کی **عظمت اور جلال** کے ظاہر کرنے کے لئے کچہہ بہی نہ ہو یہ کسقدر بدقسمتی ہے؟

مسلمانون کو چاہئے کہ وہ محض اللہ تعالےٰ کی رضا کو مقدم کرلین۔ اگر اسے خوش کرین تو سب کچہہ مل سکتا ہے مگر ان کی یہی تو بدقسمتی ہے کہ وہ اسکو ناراض کر رہے ہین مجہے بہت ہی افسوس ہوتا ہے جب مین دیکہتا ہون کہ مسلمانون کو خدا نے ایک سچا **دین** اسلام عطا کیا تہا۔ مگر انہون نے اس کی قدر نہین کی خدا جانے یہ بے پروائی کیا نتیجہ پیدا کرے۔ دین کی کچہہ بہی پروا اور غیرت نہین باہم اگر جنگ و جدل ہے تو اس مین شیخی ریا عجب مقصود ہے۔ نہ کہ اللہ تعالےٰ کا جلال اور اسکی عظمت لیکن جو شخص ہر امر مین اللہ تعالےٰ کو مقدم کرے اور اس کے دین کی حمیت اور غیرت مین ایسا محو ہو کہ ہر کام مین اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جلال کا ظاہر کرنا اسکا مقصود خاطر ہو ایسا شخص اللہ تعالےٰ کے دفتر مین **صدیق** کہلاتا ہے۔

ہم جس طریق پر اسلام کو پیش کر سکتے ہین دوسرا نہین کر سکتا مگر مشکلات یہ ہین کہ ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ **غربا** کا ہے لیکن اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ باوجودیکہ یہہ غربا کی جماعت ہے تاہم مین دیکہتا ہون کہ ان مین صدق ہے اور ہمدردی ہے اور وہ اسلام کی ضروریات سمجہکر حتی المقدور اسکے لئے خرچ کرنے سے فرق نہین کرتے۔ اللہ تعالےٰ ہی کا فضل ساتہہ ہو تو کام بنتا ہے اور ہم اس کے فضل کے امیدوار ہین۔

جبطرح ایک طوفان قریب آتا ہو تو انسان کو فکر ہوتا ہے کہ یہ طوفان تباہ کر دیگا۔ اسیطرح اسلام پر طوفان آ رہے ہین مخالف ہر وقت ان کوششون مین لگے ہوئے ہین کہ اسلام تباہ ہو جاوے لیکن مین **یقین** رکہتا ہون کہ اللہ تعالےٰ اسلام کو ان تمام حملون سے بچا ئیگا۔ اور وہ اس طوفان مین بہی اس کا بیڑا سلامتی سے کنارہ پر پہونچا دے گا۔

انبیاء علیہم السلام کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ان کو مشکلات نظر آتی ہین تو بجز اس کے اور کوئی صورت نہ ہوتی تہی کہ وہ راتون کو اٹہہ اٹہہ کر دعائین کرتے تہے۔ قوم تو صم بکم ہوتی ہے وہ ان کی باتین سنتی نہین بلکہ تنگ کرتی اور دکہہ دیتی ہے اسوقت راتون کی دعائین ہی کام کیا کرتی تہین اب بہی یہی صورت ہے باوجودیکہ اسلام ضعف کی حالت مین ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی بحالی کے لئے پوری کوشش کی جاوے لیکن مین دیکہتا ہون کہ ہم سے جب اس کوشش مین لگے ہوئے ہین ہر طرح سے ہماری مخالفت کے لئے سعی کی جاتی ہے۔ یہہ میری مخالفت نہین خدا تعالےٰ سے **جنگ** ہے مین تو یہانتک یقین رکہتا ہون کہ اگر میری طرف سے کوئی کتاب اسلام پر جاپان مین شائع ہو تو یہ لوگ میری مخالفت کے لئے جاپان بہی جا پہونچین۔ لیکن ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے۔

وہ شخص بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے جسکا دل پاک ہو اور وہ اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جلال کے اظہار کا خواہان ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ اسکو دوسرون پر مقدم کر لیتا ہے جو لوگ میری مخالفت کرتے ہین انکا اور ہمارا فیصلہ اللہ تعالےٰ ہی کے سامنے ہے۔ وہ ہمارے اور ان کے دلون کو خوب جانتا ہے اور دیکہتا ہے کہ کس کا دل دنیا کے نمود اور نمائش کے لئے ہے اور کون ہے جو خدا تعالےٰ ہی کے لئے اپنے دل مین سوز و گداز رکہتا ہو۔ یہ خوب یاد رکہو کہ **کبہی روحانیت صعود نہین کرتی جب تک دل پاک نہو** جب دل مین پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے تو اس مین ترقی کے لئے ایک خاص طاقت اور قوت پیدا ہو جاتی ہے پہر اس کے لئے ہر قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہین اور وہ ترقی کرتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہو کہ بالکل اکیلے تہے اور اس بیکسی کی حالت مین دعوےٰ کرتے ہین یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا کون اسوقت خیال کر سکتا تہا کہ یہ دعوےٰ ایسے بے یار و مددگار شخص کا بار آور ہوگا۔ پہر ساتہہ ہی اسقدر مشکلات آپ کو پیش آئے کہ ہمین تو انکا ہزارون حصہ بہی نہین آئے۔ وہ زمانہ تو ایسا زمانہ تہا کہ سکہا شاہی سے بہی بدتر تہا۔ اب تو گورنمنٹ کیطرف سے **پورا امن** اور آزادی ہے۔ اسوقت ایک چالاک آدمی ہر قسم کی منصوبہ بازی سے جو کچہہ بہی چاہتا کر کے پہونچاتا .... مگر مکہ جیسی جگہ مین اور پہر عربون جیسی وحشیانہ زندگی رکہنے والی قوم مین آپ نے وہ **ترقی** کی جسکی نظیر دنیا کی تاریخ پیش نہین کر سکتی۔

اس سے بڑہ کر کیا ہوسکتا ہے کہ خود ان کی مذہبی تعلیم اور عقاید کے خلاف انہین سنایا کہ یہ لات اور عزیٰ جنکو تم اپنا معبود قرار دیتے ہو یہہ سب پلید اور حطب جہنم ہین۔ اس سے بڑہ کر اور کونسی بات عربون کی ضدی قوم کو جوش دلانے والی ہوسکتی تہی۔ لیکن انہین عربون مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نشوونما پایا اور ترقی کی انہین مین سے حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) جیسے بہی نکل آئے۔ اس سے ہمین امید ہوتی ہے کہ انہین مخالفون سے وہ لوگ بہی نکلین گے جو خدا تعالےٰ کی مرضی کو پورا کرنے والے اور پاک دل ہونگے اور یہہ جماعت جو اسوقت تک طیار ہوئی ہے آخر انہین مین سے آئی ہے۔

کئی دفعہ میر صاحب (میر ناصر نواب صاحب مراد ہین ایڈیٹر) نے ذکر کیا کہ دلی سے کوئی امید نہین رکہنی چاہئے مگر میرے دل مین یہی آتا ہے۔ کہ بات درست نہین **دلی** مین بہی بعض پاک دل ضرور چہپے ہوئے ہونگے جو آخر اسطرف آئینگے اللہ تعالےٰ نے جو ہمارا تعلق دلی سے کیا ہے یہہ بہی خالی از حکمت نہین۔ اللہ تعالےٰ سے ہم کبہی ناامید نہین ہو سکتے۔ آخر خود میر صاحب بہی دلی ہی کے ہین۔ (منشی عبد العزیز یا ابو محمد اسماعیل صاحب وغیرہ بہی دہلوی ہی ہین۔ حکیم الامۃ) غرض یہ کوئی ناامید کرنے والی بات نہین ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پاک اور کامل نمونہ ہمارے سامنے ہے کہ مکہ والون نے کیسی مخالفت کی اور پہر اسی مکہ مین سے وہ لوگ نکلے جو دنیا کی اصلاح